پر ہے۔ یا بے کیف اور بے مغز نکتہ آفرینیوں پر ہے جس کے پاس عصر حاضر کے لئے کوئی نیا اخلاقی یا روحانی پیغام اور مسائل حاضرہ کو حل کرنے کے لئے کوئی مجتہدانہ مقام نہیں ہے۔ کبھی بھی اتنی مدت زندہ نہیں رہ سکتی تھی" صد سالہ جشن تشکر، کب منایا جا سکتا تھا ـــــ مگر مسلمانوں نے اسلام سے غفلت برتی تو قادیانیت ایک ذہنی طاعون کی طرح ان پر مسلط کر دی گئی اور اب ۲۳ مارچ کا جشن بھی امت میں پھر سے نئے سرے سے فتنہ و فساد پھیلانے اور مسلمانوں میں دینی حس کو بیخ و بن سے اکھیڑنے، سیاسی غلبہ اور انتشار و افتراق کا مستقل بیج بونے کے پیش منظر میں منعقد کیا جا رہا ہے جو عالم اسلام، بالخصوص حکومت پاکستان تمام رہنمایان قوم، دینی اور جملہ مکاتب فکر کی مذہبی قیادت کے لئے ایک چیلنج سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

افراد ملت آج بھی زندگی، قوت، حوصلہ، ہمت بلکہ برق و شرر سے بھرپور ہیں۔ ہر وقت اپنے جذبہ قربانی اور جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کرنے کے لئے مضطرب اور بے تاب ہیں مگر قیادت کا فقدان ہے۔ مرکز وحدت ناپید ہے موجودہ حالات میں خالص اسلامی پیغام و دعوت، اور خالص اسلامی انقلاب اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب قوم کی صلاحیت اور بقا و ترقی کی قوت اور فتح کا استحقاق ایک ایسا دشوار ترین سنگین اور پیچیدہ مسئلہ ہے جو خالص مغربی طرز سیاست اور لادین مغربی جمہوریت کے نسخہ یا قوں سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ مغربی طرز فکر کو مستعار لے کر اس کے تن مردہ میں نئی روح ڈالی جا سکتی ہے۔ بڑے فکر و تدبر، گہری سوچ، دور اندیشی اور خالص انقلابی سطح کے مضبوط اور مربوط لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔

سلمان رشدی، جناب خمینی، پس منظر اور پیش منظر

دنیائے انسانیت کا رسوا اور بدترین فرد گستاخ اور شاتم رسول ﷺ "سلمان رشدی" کا شیطانی ناول "سٹینک ورسز" پوری مسلم امت کے لئے ایک مسئلہ، ایک چیلنج، غیرت و حمیت کی انگیخت کا ذریعہ، اور اگر عالمی اور قومی راہنما چاہیں تو عشق اور محبت رسول ﷺ کے مرکزی نقطۂ وحدت پر پوری امت کے باہمی اعتماد اور ملی اتحاد کا وسیلہ بھی بن سکتا ہے ع

یہ دینی جذبات اور محبت رسول ﷺ ہی ہے جس نے پاکستان سمیت مختلف ممالک میں مسلمانوں کو گولیوں کے سامنے سینہ تاننے اور قربان ہو جانے کا حوصلہ دیا۔ تاہم سانحہ اسلام آباد میں حکومت پاکستان کا کردار ظالمانہ، وحشیانہ بہیمانہ، شرمناک اور ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے اور یہ کوئی خلاف توقع امر بھی نہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں کل بھی کوئی غلط فہمی نہیں تھی اور آج بھی ہم اسے ایک انہونی یا نئی بات سمجھ کر مصنوعی حیرت و استعجاب

کرنے میں خود اپنے ضمیر کی موافقت بھی حاصل نہیں کر سکتے ع

من ترا از قدت مے شناسم

جہاں تک عالمی اور خود ملکی سطح پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات، بنات مطہرات، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کی توہین اور گستاخی اور سب وشتم کا معاملہ ہے تو یہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ باہمی تناسب سے دونوں کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک دوسرے سے ہزار چند بڑھ کر ہے اس سے قبل بھی دسیوں سلمان رشدی اس قسم کے سیاہ کارنامے انجام دے چکے ہیں پاکستان میں لاہور کے سلمان رشدی "اکرم عربی" کے سلسلہ میں "الحق" کے جنوری کے شمارہ میں قارئین نے تفصیلات پڑھ لی ہوں گی "تجلیات صداقت" مولوی محمد حسین ڈھکو کی تصنیف ہے پاکستان کے عام بک سٹالوں پر دستیاب ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ مصنف نے لکھا ہے کہ "ہم ان (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کو دولت ایمان والیقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں" حضرات ثلاثہ (پہلے تینوں خلفائے راشدین) تیمی عدوی اور اموی بوشجرۂ ملعونہ فی القرآن کے افراد ہیں۔ اور اسی کتاب کے متعدد اور مختلف عبارات میں پہلے تینوں خلفائے راشدین کو گناہ گار کذاب، خیانت کار، ظالم، غاصب تک لکھا گیا ہے۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بے ایمان ہونے تک کی گالیاں دی گئی ہیں۔

مناظرہ بغداد نامی کتاب میں مولوی محمد حسین جاڑا نے اسلام کے عظیم جرنیل حضرت خالد بن ولیدؓ کو زانی اور سیف الشیطان لکھا ہے۔ "سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم" میں مصنف مولوی غلام حسین نجفی جنرل سکریٹری وفاق علماء شیعہ پاکستان نے حضرت عمر فاروقؓ کو سیاسی طالع آزما، بے ایمان، ازواج مطہراتؓ پر آوازیں کسنے والا، شرابی، جہنم کا نالا۔ جہنم کا گیٹ۔ اپنی بیوی سے غیر فطری ہمبستری کرنے والا اور اپنی ایک دوسری کتاب "قول مقبول فی اثبات وحدت بنت رسول" میں داماد نبی خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کو پیغمبرؐ کی لخت جگر حضرت ام کلثوم کی وفات کے بعد اس سے ہمبستری کرنے والا لکھا ہے۔

یہی مصنف آیت "انی جاعلک للناس اماما" کے تحت لکھتا ہے کہ:۔

"اگر اہل دنیا نے ثلاثہ (تینوں خلفاء راشدین) کو امام بنایا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی دنیا نے امام بنایا ہے۔ جناب ابوبکر اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ دونوں کو اہل دنیا نے منصب امامت دیا ہے۔

(جاگیر فدک ص ۵۰۹) اسی مصنف نے اپنی ایک اور کتاب حقیقۃ فقہ حنفیہ ص ۶۴ میں ام المومنین حضرت عائشہ کو امریکن میم اور یورپین لونڈی لکھا ہے۔

سلمان رشدی واجب القتل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کروڑوں لعنتوں کا مستحق، اور اگر تمہارے پہلو میں بھی

کوئی سلمان رشدی کا کردار ادا کرے تو اس سے اعراض کیوں ؟ اور ایسی کتابوں کی عام بک سٹالوں پر کھلے بندوں فروخت کی اجازت کیوں ؟

انتخابات سے قبل جب ایم آر ڈی کی سب سے بڑی پارٹی کی مرکزی لیڈر نے ڈنکے کی چوٹ اپنے انٹرویوز میں اسلامی قوانین اور احکام کو ظالمانہ اور وحشیانہ قرار دیا تو پورے ملک میں بالخصوص دینی قیادت کی سطح پر قائد انقلاب اسلامی مولانا سمیع الحق ہی تھے جنہوں نے اس ظالمانہ جسارت اور اسلام سے تمسخرانہ رویے کے خلاف آواز اٹھائی اور پھر جب اسی مؤنث پارٹی لیڈر کو وزارت عظمیٰ کے لئے نامزد کیا جانے لگا تو اس وقت بھی بڑے بڑے گھاگ سیاستدان، بین الاقوامی شہرت کے حامل لیڈروں اور سیاسی بزرجمہروں میں مولانا سمیع الحق ہی تھے جنہوں نے صدر کو عالم انسانیت اور تاریخ بنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدترین رسوائی کے اس اقدام پر ٹوکا، تنبیہ کی، عواقب اور نتائج پر غور کرنے کی دعوت دی اور قوم کو خبردار کیا ــــ یار لوگ تو اب بھی کہہ رہے ہیں کہ جمہوریت کی گاڑی پٹڑی سے نہیں اترنے دی جائے گی۔ مگر قوم سمجھتی ہے کہ ان کا ہدف کیا ہے۔

تاہم ملکی اور بین الاقوامی سطح پر یہودی اور صیہونی لابی کے بھرپور پروپیگنڈہ سے اور محض سیاسی عزائم کی تکمیل کی خاطر اور اپنی گروہی اور مذہبی جارحیت، سفاکی اور بہیمیت و درندگی پر پردہ ڈالنے کے لئے جناب خمینی صاحب کی جانب سے "سلمان رشدی" کے قتل پر انعام کے اعلان سے قوم کے ذی شعور طبقہ، اصحاب مطالعہ ارباب فکر و نظر اور اہل بصیرت کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

یہی مرحلہ حق اور ہدایت کو معیار سمجھنے والوں اور عقیدہ صحیحہ اور منصوصات قرآنی کے بارہ میں حمیت اور غیرت رکھنے والوں کے لئے امتحان کا موقعہ ہوتا ہے اور ان کو واضح اعلان حق کی دعوت دیتا ہے۔ پروپیگنڈہ کی ایسی فضاؤں میں "کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" کا ثواب اور مقام دلانے کا ضامن ہوتا ہے بعض اوقات رجحان عام، کثیر عوام کی پسندیدگی، طاقت و رائے عامہ اور غلط فہمیوں کی وجہ سے بہت سے اہل علم اور اہل قلم کی کسی تحریک کی بھرپور تائید اور عام سیاسی ہوا اور فضا کا رخ بھی "سلطان جائر" کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ گذشتہ ساڑھے سات سال کی تحریک بحالی جمہوریت اپنے نتائج کے اعتبار سے واضح طور پر حالیہ بدترین اور سیاہ انقلاب کا پیش خیمہ تھی۔ اور جناب خمینی صاحب کا پچھلے دنوں روس اور امریکہ سے محاذ آرائی اور اب گستاخ اور شاتم رسول سلمان رشدی کو قتل کر دینے پر انعام کے اعلان کے بعد عوامی فضا کا ان کے حق میں بدل جانا بھی اسی قبیل سے ہے۔ دونوں تحریکوں کے زمانہ عروج میں ان سے اختلاف اور تنقید بھی کسی سلطنت اور اقتدار سے اختلاف اور تنقید سے کسی طرح بھی کم خطرناک نہیں۔ مگر الحمد للہ کہ علماء حق نے بغیر کسی لومۃ لائم کے اپنی کشتی سمندر میں ڈال دی۔ اور اپنا فریضہ منصبی بھرپور طریقے سے ادا کیا اور ادا کر رہے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے اور اقوام عالم کے واقعات اور انسانی نفسیات کے لحاظ سے یہ کوئی نیا باب یا انوکھا واقعہ بھی ہرگز نہیں۔ قرن اول کے خوارج کی تحریک، ساتویں صدی میں باطنیوں کی تحریک، قلعہ المدت اور حسن بن صباح کے کارنامے، علامہ مشرقی کی خاکسار تحریک اور اس سلسلہ کی مختلف تحریکوں کے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ جب حوصلہ مند نوجوان اور اقتدار و سیاسی طاقت کی شمع کے پروانے والہانہ اور خود فراموشانہ کیفیات اور جذبات سے سرشار آگے بڑھے، فساد عقیدہ، ضلالت و گمراہی اور دسیوں کج رویوں کے باوصف حوصلہ مندی مہم جوئی اور تقشف اور جفاکشی کا مظاہرہ کیا تو ان کی تحریکوں، دعوتوں اور سیاسی شہریوں میں ایسی دل کشی اور ساحری پیدا ہوگئی کہ اچھے اچھے عاقل اور ذکی، دین پسند اور بعض صاحب مطالعہ اور اصحاب فکر و نظر بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور ان کی ثناخوانی اور مداحی سے کسی کو نہ روکا جا سکا۔

اور اب بھی پروپیگنڈہ کی یلغار سے جناب خمینی صاحب کے بارے میں جو تاثر قائم کرایا جا رہا ہے اس سے تو واضح طور پر یہ حقیقت ابھر کر سامنے آگئی ہے کہ عامۃ الناس اور ذمہ داران نشریات و اخبارات کے ہاں مدح و ذم اور تعریف و تنقید کا معیار کتاب و سنت، اسوۂ سلف اور عقائد و مسلک کی صحت نہیں بلکہ اسلام کے نام پر مطلق حکومت کے قیام کا نعرہ، طاقت کا حصول، کسی مغربی طاقت کو للکار، کسی گستاخ رسول کے قاتل کے لئے انعام کا اعلان، کسی شخص کو ان کا محبوب اور مثالی قائد بنا لینے کے لئے کافی ہے۔ لاریب لوگ حوصلہ مندی مہم جوئی سے مسحور ہوتے ہیں۔ اور جب اس میں اسلام کی آمیزش بھی ہو تو وہ اور بھی دو آتشہ ہو جاتی ہے۔

مگر کیا مذہبی قیادت، علماء اور دینی قوتیں اور ارباب علم و بصیرت بھی اس کے پس منظر، حقائق اور پیش منظر سے بے خبر ہیں؟ خدا نہ کرے کہ ذمہ داران قوم اور ارباب فکر و نظر کا یہ مجرمانہ سکوت پوری قوم کی ہلاکت اور تباہی کا ذریعہ بن جائے۔

کیا شیعیت اور قادیانیت دونوں میں ختم نبوت کے انکار کی روح مشترک نہیں، علماء، اصحاب مطالعہ اور عام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانیوں اور شیعوں کے علاوہ امت کے تمام فرقوں کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے "**خاتم النبیین**" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبوت و رسالت جس حقیقت اور جس مقام و منصب کا عنوان ہے اس کا سلسلہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ پر ختم فرما دیا ہر نبی اللہ کی طرف سے مبعوث ہوتا تھا اور بندوں کے لئے حجت ہوتا تھا۔ اس پر ایمان لانا نجات کی شرط تھا۔ اور وحی کے ذریعے اسے احکام ملتے تھے بندوں پر اس کی اطاعت فرض تھی۔ نبی امت کی ہدایت کا ماخذ و سرچشمہ اور مرجع ہوتا تھا۔ جمہور امت محمدیہ کے نزدیک آنحضرت کے "**خاتم النبیین**" ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے بعد یہ مقام اور منصب کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

لیکن شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ مقام ومنصب اور سب اختیارات وامتیازات بلکہ ان سے بھی بالاتر مقامات اور درجات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیعوں کے بارہ اماموں کو حاصل ہیں۔ بارہ امام بھی نبیوں کی طرح بندوں پر حجت ہیں وہ بھی نبیوں ہی کی طرح نامزد/مبعوث، معصوم اور مفترض الطاعت ہیں۔ ان پر نبیوں کی طرح فرشتوں کے ذریعہ وحی بھی آتی ہے ان کو معراج بھی ہوتی ہے۔ ان پر کتابیں بھی نازل ہوتی ہیں۔ ان صفات اور انعامات میں" ائمہ معصومین" نبیوں کے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن شیعوں کے نزدیک اس سے بلند مقامات بھی اماموں کو حاصل ہیں۔ جو پیغمبروں کو نہیں۔ مثلاً دنیا ان کے دم سے قائم ہے۔ ان کی پیدائش عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ ماؤں کی ران سے نکلے ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ پر ان کی تکوینی حکومت ہے ان کو "کن فیکون" کا اقتدار اور اختیار حاصل ہے۔ اور ان کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ کسی چیز کو چاہیں حرام قرار دیں یا حلال قرار دیں۔ نیز ان کو " ماکان اور مایکون " کا علم بھی حاصل ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کے بھی مالک اور مختار ہیں۔ موت بھی ان کے اختیار میں ہے اور اپنی موت کا وقت بھی جانتے ہیں (ملاحظہ ہو شیعوں کی مشہور اور بنیادی کتابیں اصول کافی اور کتاب الحجہ)

ان تفصیلات کے پیش نظر یہ حقیقت سب پر عیاں ہو جاتی ہے کہ شیعوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ وہ تو امامت کے عنوان سے ترقی کے ساتھ جاری ہے۔

جناب خمینی صاحب کی طرح ان کی متعدد کتابیں بالخصوص "الحکومۃ الاسلامیہ" "ولایۃ الفقیہ" اور "کشف الاسرار" بھی منظر پر آئیں اور دنیا میں پھیلا دی گئیں۔ جن میں خمینی صاحب نے پوری صفائی اور طاقت کے ساتھ اپنے عقیدہ امامت اور اماموں کے بارہ میں وہی خیالات ظاہر کئے ہیں جو ان کو مقام ربوبیت تک پہنچاتے ہیں اور ان کو ہر فرشتے اور ہر نبی (بشمول حضرت خاتم الانبیاء ص) سے افضل ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ کہ کائنات اب بھی تکوینی طور پر ائمہ معصومین کے تابع فرمان اور زیر اقتدار ہے (الحکومۃ الاسلامیہ صہ ۵۲)

اسی طرح خمینی صاحب نے صحابہ رسول ص بالخصوص حضرات خلفاء ثلاثہ رض کے متعلق صرف جرح اور تنقید ہی نہیں بلکہ سب وشتم کے وہ الفاظ لکھے ہیں جو کسی بڑی سے بڑی ضال ومضل۔ فاسق وفاجر دنیا پرست اور بدترین سازشی جماعت کے لئے آ سکتے ہیں بلکہ انہیں کافر اور منافق تک لکھ دیا ہے (کشف الاسرار فارسی ۱۱۴، ۱۱۳)

خمینی صاحب کے مذکورہ کتابوں اور ان کے بنیادی مذہبی عقائد اور نظریات کا ماحصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رض کی اس جماعت میں جس کی تعداد صرف حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے زیادہ بتائی جاتی ہے اپنے پیغمبر نبی رحمت ص کی آنکھ بند ہونے کے بعد صرف چار آدمی اسلام پر قائم رہے باقی سب نے معاذ اللہ معصیت وبغاوت اور ارتداد کا راستہ اختیار کیا۔ قرآن مجید سر تا پا محرف، نامکمل اور تبدیل شدہ ہے۔ ائمہ معصومین اور ان کی امامت کا

درجہ اور مقام نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بھی بلند تر ہے۔ جناب خمینی نے کسی وقت بھی مندرجہ بالا مذموم عقائد سے کسی سیاسی یا مقامی مصلحت سے بھی برأت کا اعلان نہیں کیا اور نہ تا ہنوز ان کے اعلان اور اظہار اور تحریر و اشاعت میں کوئی باک محسوس کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اخلاقی جرأت سے بھی محروم ہیں ورنہ اتحاد بین المسلمین کی خاطر اور اپنے فکر و مطالعہ کی بنیاد پر انہیں اس اعلان سے کوئی چیز مانع نہیں تھی۔ کہ مذکورہ عقائد اسلام کی بنیاد پر تیشہ چلاتے ہیں۔ اس کو دنیا میں بدنام اور بے اعتبار کرتے ہیں اور غیر مسلمان کو دعوت دینے کے راستہ میں سنگ گراں ہیں۔

بہر حال صیہونی پروپیگنڈہ اور یہودی نشریات کی یلغار کے پیش نظر سلمان رشدی کے معاملہ میں جناب خمینی صاحب کو "ہیرو" باور کرایا جا رہا ہے مگر فکر و نظر، عقائد و نظریات، تعلیمات و ہدایات اور اپنی متعدد تصانیف کے آئینہ میں جناب خمینی صاحب کا چہرہ بھی چھپایا نہیں جا سکتا ع

جو چھپ کے بیٹھے بھی اور چہرہ کو چھپائے نہ بنے

تیرا وصل در غیر پہ کچھ شک نہیں لیکن
زباں کچھ اور بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

آخر جناب خمینی صاحب نے اپنے پیغامات اور مشہور عام بک سٹالوں پر دستیاب تصنیفات میں کونسی کسر باقی چھوڑ دی ہے کہ اس سے صرف نظر کر لیا جائے

مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں
وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں

اور حقیقت یہ ہے کہ اپنی دسیوں چوریوں کو چھپانے کے لئے خود "چور" بھی "چور ہے" "چور ہے" کے شور میں اپنی آواز سب سے آگے بڑھانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ جناب خسروی صاحب نے کراچی سے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ:-

"اور یہ اندیشہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ سلمان رشدی کی ہرزہ سرائی جس نے سارے عالم میں غم و غصہ کی لہر دوڑا رکھی ہے اس ٹولہ کی پس پردہ شر انگیزی کا نتیجہ ہو جو ابن سبا سے خمینی تک دنیا بھر میں اسلام کے لئے ہر خارجی اور داخلی فتنہ کا اصل سبب بنتا رہا ہے۔ قرآن حکیم اور اسلامی سچائیوں کو "شیطانی آیات" کہنا اور لکھنا تو صرف وہی برداشت کر سکتے ہیں جن کے عقیدے میں بھی یہ موجود ہے موجودہ قرآن "آیات الٰہی" جن کے مذہب میں محض منافقین اور مرتدین کی من گھڑت آیات ہیں اور جو اصل قرآن صرف اس مفروضہ قرآن کو مانتے ہیں جسے صدیوں پہلے ایک مجہول النسب نابالغ بغل میں دبا کر لرزاں و ترساں ایک تنگ و تاریک گپھا میں جا چھپا تھا اور آج تک اس میں سہما ہوا منتظر بیٹھا ہے کہ کب اس کے تین سو تیرہ حمایتی پیدا ہوں جو وہ اس کتاب کو لے کر اپنی پناہ گاہ سے نکلے اور اس اصلی اسلام

کو دنیا میں پھر سے نافذ کرے جس کے نفاذ میں بقول خمینی صاحب خود نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناکام اور نامراد رہ کر اٹھے ہیں اور جب وہ موہوم "المنتظر" برآمد ہو گا۔ تو نہ صرف ان ہی سے بلکہ اپنے ابوالائمہ سے بھی اپنے جھدوی اسلام پر بیعت لے کر اس کی عالمگیر اشاعت کامیابی سے کرے گا۔ لہذا ان آیات الٰہی کو اگر کوئی شیطانی آیات کہے یا لکھے تو یہ دراصل خود ان ہی کے دل کی بات ہے۔ جس کا اظہار اور ابلاغ سلمان رشدی کے قلم سے ان کے لئے موجب احتجاج نہیں بلکہ باعث اطمینان ہوا ہے" اور حالیہ احتجاج اور اونچی سطح پر مفاد عامہ اور پروپیگنڈہ اور نشریات بھی بڑی سطح کی یہودی لابی کی ایک خطرناک منصوبہ بندی اور سازش ہے جس میں امریکی اسلحہ کیس کی طرح اندرون خانہ فریقین کا تانا بانا شامل ہے۔

بہرحال علماء امت اور دینی قیادت کو فوراً اس فتنہ کا بھرپور تعاقب ضروری ہے کہ محرکات اور عوامل کے اعتبار سے یہ فتنہ بے حد شدید اور مقاصد و نتائج کے اعتبار سے بہت ہی عمیق ہے اس کا بھرپور ناقدانہ جائزہ لینے اور دینی و علمی احتساب کی ضرورت ہے۔ علماء مبلغین، واعظین اور سیاسی و مذہبی کارکن حکیمانہ انداز میں ایران کے انقلاب کی نوعیت خونریزی اور تشدد۔ حج کے موقع پر ایرانیوں کے جارحانہ مظاہرے اور حرمین کے سلسلہ میں خمینی کے خطرناک منصوبے سازشیں اور خود خمینی صاحب کی تصنیفات سے اس کے بنیادی عقائد و نظریات اور تعلیمات سے پوری امت کو آگاہ کریں اور واقعہ یہی ہے کہ خمینی کا وجود اور ایرانی حکومت کی پالیسیاں پورے عالم اسلام کے لئے ایک عظیم خطرہ سے کسی طرح بھی کم نہیں جو اسلام کی تصویر غیر مسلموں کی نظر میں بگاڑنے اور اسلام اور تاریخ اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں بلکہ تاریکیاں اور ضلالتیں پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔

اور آخر میں مکرر تنبیہ اور اعتذار کے طور پر گذارش ہے کہ پاکستان جیسے خالص اسلامی ملک میں سیاسی حلقوں سے قطع نظر بہت سے خالص دینی حلقوں میں بھی مدح و ذم اور تعریف و تنقید کا معیار کسی شخص کی اسلامیت اور غیر اسلامیت اور اسلام اور مسلمانوں کا سود و زیاں نہیں رہا۔ بلکہ خالص دنیاوی کارنامے، مادی فتوحات سیاسی پروپیگنڈہ، اخبار نویسوں اور سیاست دانوں کا خراج تحسین، ماتمی جلوس یا جنازہ کی دھوم دھام محض للکار و پکار اور ہاؤ ہو کا شور اور اسی طرح کی سطحی اور ظاہری شکلیں رہ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خالص دینی حمیت اور اسلامی غیرت جو اہل اسلام کا سب سے بڑا سرمایہ افتخار تھا میں تیزی کے ساتھ انحطاط آرہا ہے اور یہ وہ نقصان ہے جس کی تلافی کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ ایسے حالات اور ایسی فضا میں ممکن ہے بعض نازک مزاجوں پر ہماری گذارشات دشوار اور ناخوشگوار گذریں۔ اور خود لکھنے والے کے لئے بھی کتنی ہی تنقید و ملامت اور دوستوں کے غم و غصہ کو دعوت دیں وہ اس کی پروا کئے بغیر یہ گذارشات ایک مسلمان اور جب وہ علم و دین